

صدائے محبت

علاہ راجپوت

صدائے محبت چیخ کا دوسرا پارٹ ہے
در اصل چیخ میں اک لڑکی کی کہانی تھی جسے درندگی کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا جاتا
ہے پھر اسی لڑکی کی بھٹکتی روح اپنے قاتلوں سے انتقام لیتی ہے اور اینڈ میں
اپنے قاتلوں کو انجام تک پہنچا کر وہ خود عالم ارواح میں چلی جاتی ہے ہمیشہ کے
لئے....

اسی کہانی میں اسی لڑکی (روح) کی دو بہنیں بھی تھیں
زخرف اور لائبہ

جو پہلے کوہ قاف اور پھر پرستان میں پھنس گئیں اور وہاں سے واپسی کے لئے
ان کا کسی جن یا پری زاد سے شادی کرنا لازم قرار دیا گیا تھا تبھی دونوں بہنوں

نے پرستان کے دو شہزادوں (سگے بھائیوں) شہزادہ او اب شمیم اور شہزادہ
زرداب شمیم سے نکاح کر لیا تھا
زخرف نے تو اپنی زندگی کا شہزادہ او اب شمیم کے ساتھ بہت اچھا آغاز کر لیا
تھا جبکہ لائبہ نے اس دنیا سے نکلتے ہی جان چھڑالی تھی ...
وجہ : اسے پری زاد اور جنات سے نفرت ہو گئی تھی کیونکہ وہ وہاں اک برے
جن کی قید میں بھی رہی تھی
لابہ نے واپس آ کر اپنی زندگی تنہا گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔

صدائے محبت مکمل طور پر ڈارک فینٹسی ہے
جس میں محبت سے لے کر بدلے تک سب اک ساتھ موجود ہے
یعنی آپ اسے ادھوری محبت کی داستان کہہ سکتے ہیں جو اب پوری ہوگی مگر
بے پناہ رکاوٹوں کے بعد....

چونکہ یہ چیخ کا دوسرا حصہ ہے اس لئے اس میں لفظ "صدا".... "چیخ" کی
مناسبت سے ہوگا

امید ہے جیسے آپ لوگوں نے چیخ کو پسند کیا ایسے ہی صدائے محبت بھی آپ
کے دلوں میں گھر کر جائے گا....♥

صدائے محبت

باب (جدائی)

بارہ سال بعد

دادی

دادی

دادی ی ی ...

"اف اوہ لائبہ اتنی بڑی ہو گئی ہو حرکتیں پھر بھی بچوں والی ہی کرتی ہو

کیا ہے کیوں صبح صبح بچوں کی طرح ادھم مچایا ہے۔ "زہرہ بیگم فجر کی نماز کے بعد تسبیح کر رہی تھیں جب لائبہ کے چلانے پر جھنجھلاتی ہوئیں اپنی چھڑی کے سہارے چلتیں لائبہ کے کمرے میں آئیں اور اب اسے ڈانٹ رہیں تھیں۔

"جی ہاں میں بڑی ہو گئی پر میری دادی آج بھی مجھے چھوٹی بچی سمجھ کر ڈانٹتی ہیں۔"

"جب چھوٹی بچی کی طرح بلا وجہ چلاؤ گی تو تمہیں بچی ہی کہوں گی نہ..." لائبہ کے منہ بنا کر کہنے پر زہرہ بیگم کو ہنسی آ گئی۔

"بلا وجہ نہیں چلا رہی دیکھیں نہ میرے سینڈل نہیں مل رہے اوپر سے آج میں نے جلدی ہسپتال جانا تھا پر اس سینڈل کے چکر میں لیٹ ہو گئی ہوں آپ کو پتا ہے ہسپتال سے تیسری کال آ چکی ہے کہ ایمر جنسی کیس آیا ہے پر نہیں جی میری سینڈل نے بھی قسم کھائی ہے مجھے لیٹ کروانے کی۔" لائبہ نے

جلدی میں اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا جو اتنے سال میڈیکل کی پڑھائی کرتے ہوئے لگوا بیٹھی تھی۔

"یہ جو تم ہسپتال سے واپسی پر آرام کرنے کی بجائے موٹی موٹی کتابیں لے کر بیٹھ جاتی ہو نہ سارا قصور انہیں کا ہے
اسی وجہ سے نظر خراب کروا کے اتنا موٹا چشمہ لگوا لیا ہے تبھی تو سامنے پڑی چیز جو تمہیں جوان جہان ہو کر بھی نظر نہیں آتی وہ مجھ بوڑھی کو نظر آ جاتی ہے۔" زہرہ بیگم کو سٹڈی ٹیبل کے ساتھ زین پڑی سینڈل نظر آئی تو بول اٹھیں۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے

آپ نے ڈھونڈ دی بس اب میری پیاری کتابوں کو کچھ مت کہیے گا ہاں...."

لاابہ نے منہ بنا کر کہا تو زہرہ بیگم مسکرا دیں۔

"پتا ہے بچپن میں تمہیں پڑھنے لکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا پر جب سے تم اس
عجیب دنیا سے لوٹی ہو کتابی کیرا ہی بن کے رہ گئی ہو
کبھی کبھی تو مجھے یوں لگتا ہے کہ تمہارے دل میں تب سے اب تک جو
خلش پیدا ہوئی ہے اسی کو چھپانے کے لئے تم یہ جتن کرتی ہو
بیٹا اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتا دو
اگر تم کسی کو پسند کرتی ہو تب بھی بتا دو
میں وعدہ کرتی ہوں اپنے تمام اصولوں کے خلاف جا کے تمہاری اسی سے
شادی کروں گی جس سے تم کہو گی
دیکھو بیٹا لڑکیوں کی شادی بھری جوانی میں ہی ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ پھر
بڈھوں یا رندؤوں کے رشتے ہی آتے ہیں
میں کہنا نہیں چاہتی پر یہ اک تلخ حقیقت ہے کہ تم اب جوانی کی دہلیز پار کر کے
سیانی عمر کی جانب بڑھنے لگی ہو

میری عمر کا تقاضہ ہے کہ میں تو اب چھڑی کا سہارا نہ لوں تو دو قدم بھی نہیں
چل سکتی کچھ پتا نہیں کب بلاوا آجائے ایسے میں اگر میں مر گئی تو تمہارا اکیلی
کا کیا ہوگا؟ یہی سوچ مجھے دن رات پریشان کئے رکھتی ہے
زخرف تو خیر سے اپنے گھر کی ہو کر بال بچوں میں مصروف ہو گئی لیکن تم تو
اکیلی ہو بتاؤ میرے بعد تمہارا کیا ہوگا
بہتر ہے بیٹا اب تم شادی کے لئے مان جاؤ
تم اب بچی نہیں جو ضد کرو، مان جاؤ بیٹا رشتہ میں خود ہی ڈھونڈ لوں گی بس تم
مان جاؤ۔"

"دادی آپ کی ایمو شنل سپیج ختم ہو گئی ہو تو میں جاؤں؟ بہتر ہوگا اب دوبارہ
آپ مجھ سے شادی کا ذکر نہ کریں ورنہ اگر میرا دماغ گھوم گیا تو میں یہ گھر ہی
چھوڑ کے چلی جاؤں گی پھر رہنا آپ اکیلی۔" لائبہ کے منہ میں جو آیا بول کر
پیروں میں سینڈل اڑستی کمرے سے نکل گئی اپنی دادی کو روتا ہوا چھوڑ کر...
اور وہ ہمیشہ اپنی شادی کے ذکر پر یونہی ہتھے سے اکھڑ جایا کرتی تھی۔

جیسے تیسے وہ تیز ڈرائیو کرتی ہسپتال پہنچی
بھگم بھاگ میں آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھتے ہوئے اس کی ٹکر ڈاکٹر جو جو
(jojo) سے ہو گئی

اس اچانک افتاد کے باعث لائبہ اور ڈاکٹر جو جو اک ساتھ ہی زمین بوس
ہو گئے 😞

لائبہ کے ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابی کے ساتھ ساتھ موبائل بھی زمین کو سلامی
دیتے ہوئے اپنی سکرین تڑوا بیٹھا تھا اوپر سے آتے جاتے مریضوں کے سامنے
جو عزت ہوئی وہ الگ...

ڈاکٹر جو جو آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے
مطلب آپ کو ہمیشہ مجھ سے ہی ٹکرانا ہوتا ہے
کیا دنیا کے باقی لوگ غائب ہو گئے ہیں جو آپ مجھے ہی ڈھونڈ ڈھانڈ کہ مجھ سے
ٹکراتے ہیں؟ یا پھر مجھ سے ٹکرا کے آپ کو کوئی خاص خوشی ملتی ہے؟

"حد ہوتی ہے اک تو میں پہلے ہی لیٹ پہنچی ہوں مریضہ مجھے بددعائیں دے رہی ہوگی اوپر سے آپ کی وجہ سے میرا موبائل بھی ٹوٹ گیا۔" وہ غصے میں بولتی ہوئی تیزی سے اپنا ٹوٹا ہوا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھا کر آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گئی جبکہ ڈاکٹر جو جو بیچارے شرمندہ ہوتے زمین سے اپنی فائلز اکٹھی کرنے لگے۔

ڈاکٹر جاوید سکن سپیشلسٹ تھے وہ حد سے زیادہ معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ سب ڈاکٹرز کو بہت پیارے بھی تھے اسی لئے تمام ڈاکٹرز ان کا نام لینے کی بجائے انہیں جو جو کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

کہتی تو لائبہ بھی انہیں ڈاکٹر جو جو ہی تھی پر پیار سے نہیں غصے سے 😊
اسے موٹے چشمے اور لمبی ناک والے ڈاکٹر جو جو شروع ہی سے زہر لگتے تھے 😊
وجہ وہ خود نہیں جانتی تھی بس زہر لگتے تھے تو لگتے تھے 😊

مسکراہٹ اور معصومیت ان کی شخصیت کا خاصہ تھی جو ہمیشہ مقابل کو اپنا دیوانہ بنا لیا کرتی تھی سوائے لائبہ کے... جسے عام حالات میں بھی ڈاکٹر جو جو کو دیکھتے ہی غصے کے دورے پڑنے لگتے تھے اور بیچارے ڈاکٹر جو جو ہمیشہ اس کے ہاتھوں بے عزت ہو کے رخصت ہو جایا کرتے تھے

نہیں نہیں بلکہ لائبہ ان کی رخصتی سے پہلے ہی پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی جاتی تھی اور معصوم سے ڈاکٹر جو جو اپنا سامنہ لے کر رہ جاتے تھے 😊

"بہن کہاں رہ گئی تھی تم؟ پتا ہے اگر میں وقت پر نہ آتی تو ڈیلیوری کے لئے آئی عورت اللہ میاں کے پاس پہنچ چکی ہوتی ویسے حد ہوتی ہے لاپرواہی کی لائبہ۔" لائبہ بھاگم بھاگ میں آپریشن تھیٹر کی طرف جا رہی تھی جبھی آپریشن تھیٹر سے نکلتی ہوئی ڈاکٹر رابعہ سے ٹکرا گئی

ڈاکٹر رابعہ کی نظر جیسے ہی لائبہ پر پڑی تو شروع ہو گئی
ڈاکٹر رابعہ ایسی ہی تھی ہمیشہ پٹر پٹر بولنے والی
آہ وہ تھی تو لائبہ بھی ایسی ہی پر آج سے بارہ سال پہلے پرستان میں ہونے واقع
نے اس کی جلت رنگ ہنسی کو مقفل کر دیا تھا اب تو وہ چاہ کر بھی مسکرا نہیں پاتی
تھی

"سوری یار پہلے تو گھر پہ سینڈل نہیں مل رہی تھی پھر ہسپتال میں داخل ہوتے
ہی ڈاکٹر جو جو سے ٹکر ہو گئی وہاں سے نکل کر یہاں آتے آتے اتنا وقت لگ گیا
ورنہ میں تو تب ہی گھر سے نکلنا چاہ رہی تھی جب ہسپتال سے کال آئی تھی۔
خیر تم بتاؤ پیشنٹ کی حالت اب کیسی ہے اور بچہ؟" لائبہ نے پوچھا
"ہا ہا ہا ویسے ڈاکٹر جو جو ہیں بڑے پیارے اور معصوم... ہاں ماں اور بچہ دونوں
ٹھیک ہیں

میں بروقت یہاں پہنچ گئی تھی اسی لئے تمہارا کیس میں نے ہینڈل کر لیا اچھا تم
سناؤ تمہاری کیوٹ سی دادی کیسی ہیں؟ اور ان کے جوڑوں کا درد کیسا ہے؟"

دادی کے ذکر سے لائبہ کو کچھ دیر پہلے کی گئی اپنی وہ بدتمیزی یاد آئی جو اس نے
اپنی جان سے پیاری دادی کے ساتھ کی تھی

میں جانتی ہوں دادی آپ میرا بھلا ہی کرنا چاہتی ہیں پر میں بھی کیا کروں میں
بھی مجبور ہوں

”آخر کیسے بتاؤں آپ کو کہ میرا نکاح ہو چکا ہے جسے نہ توڑنے کی مجھ میں ہمت
ہے اور مکمل طور پر رشتہ جوڑنے کا حوصلہ...

دادی کیسے بتاؤں آپ کو کہ بادشاہ جہان شکیل جیسے نفیس شخص کے ساتھ ملنے
کے بعد بھی میرے دل سے کبھی ابن ابلیس کا خوف نکلا ہی نہیں، دادی کیسے
بتاؤں آپ کو کہ آپ کی لاڈلی پوتی جنات اور پری زاد سے کتنی بری طرح خائف
ہے۔“

"لائے کہاں کھو گئی؟ میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں کیسی ہیں تمہاری دادی
مطلب طبیعت کیسی ہے اب ان کی؟ پچھلے دنوں بیمار تھیں نہ...." ڈاکٹر رابعہ
نے لائے کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔
"ہاں ہاں اب تو بہت بہتر ہیں ماشاء اللہ سے..." ڈاکٹر رابعہ کے ساتھ چلتے چلتے
اس نے اپنے روم کے باہر پہنچ کر لاک کھولا اور اندر داخل ہو گئی

"افسوس کہ جلدی سے اے سی آن کرو آج بہت گرمی ہے اوپر سے مریضہ پر
کپکپی طاری ہونے کے باعث آپریشن تھیٹر کا اے سی بھی بند کرنا پڑا یقین کرو
مارے جس کے سانس ہی رکنے والی تھی میری سچی...."

"اچھا رابعہ تم بیٹھو میں ذرا وارڈ کا چکر لگا کر آئی ویسے بھی نیو بورن کو بھی چیک
کرنا ہے۔" لائے جو کچھ دیر آرام سے بیٹھ کر جلتے ہوئے دماغ کو سکون دینا چاہتی
تھی رابعہ کی نان سٹاپ بکر بکر ررر سے تنگ آکر وارڈ کے لئے نکل گئی۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ میں معذرت چاہتی ہوں جو چاہ کر بھی وقت پر نہیں پہنچ پائی

مجھے پتا تھا کہ آپ نے نو ماہ مجھ سے دوالی تو ڈلیوری بھی مجھ ہی سے کروانا چاہ رہی تھیں

قدرتی طور پر چند ایسے مسائل پیدا ہو گئے کہ میں وقت پر نہیں پہنچ پائی مجھے پورا یقین ہے کہ ڈاکٹر رابعہ نے آپ کا کیس بہت اچھے طریقے سے ہینڈل کر لیا ہوگا۔" لائبہ نے وارڈ میں داخل ہوتے ہی بیڈ نمبر 1 پر لیٹی اسی پیشنٹ سے حال احوال دریافت کیا جس کے کیس کے لئے وہ وقت پر نہیں پہنچ پائی تھی اور اس کی جگہ ڈاکٹر رابعہ نے کیس ہینڈل کیا تھا۔

"جی جی ڈاکٹر صاحبہ میں ٹھیک ہوں اور شکر اللہ پاک کا جس کے خاص کرم سے سب کچھ خیر خیریت سے ہو گیا بلکہ یوں کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ دوسری ڈاکٹر

صاحبہ نے اپنی باتوں سے میرا دل بہلائے رکھا ماشاء اللہ بہت اچھی عادت ہے ان کی۔"

"ہم گڈ چلیں ٹھیک ہے میں بے بی کو چیک کر لوں پھر آپ کی میڈیسن میں کچھ تبدیلی کر دوں گی
یاد رکھیے گا دوا باقاعدگی سے لینی ہے۔" مریضہ کی بات لائبہ کو تکلیف دے گئی
یا شاید اس کی عام سی بات سے لائبہ میں احساس کمتری جاگ اٹھی۔

"ٹھیک ہی تو کہتی ہے وہ کہ ڈاکٹر رابعہ بہت خوش اخلاق ہے
واقعی میں تو کھڑوس قسم کی لڑکی ہوں۔۔۔"

نہیں لڑکی نہیں عورت ہوں بھلا میرا کیا مقابلہ ڈاکٹر رابعہ جیسی شوخ و چنچل
لڑکیوں سے جو زندگی کو بھرپور انداز میں جیتی ہیں
پر ان کے پاس تو زندگی کو بھرپور انداز میں چینے کی وجہ بھی ہے اور میرے
پاس کیا ہے؟ بس اک ان چاہا رشتہ۔۔۔

مجھ میں جسے نہ تو نبھانے کی خواہش ہے نہ توڑنے کا حوصلہ۔۔۔
دادی ٹھیک ہی تو کہتی ہیں کہ میری عمر ڈھلتے سورج کی طرح ڈھلتی جا رہی ہے
حالات اور قسمت نے مجھے شوخ و چنچل لائبہ سے کھڑوس اور پکی عمر کی عورت
بنادیا۔ "منفی سوچوں کے بھنور میں پھنسی وہ وارڈ سے نکل کر راہ داری پر ناک
کی سیدھ میں چلتی جا رہی تھی جب اک بار پھر کسی سے ٹکرا گئی۔
"اف اوہ کیا مصیبت ہے آج سب لوگوں نے مجھ سے ٹکرانے کی قسم کھا
رکھی ہے کیا؟" لائبہ غصے میں چلائی

"معاف کیجئے گا میڈم میں ذرا جلدی میں تھا۔" وارڈ بوائے منمنایا۔

"جی جی سارا ہسپتال آپ ہی تو چلاتے ہیں جبھی تو اتنی جلدی پڑی ہوئی ہے
آپ کو ہے نہ؟" لائبہ نے استہزائیہ کہا۔

"ارے جانے دیجئے محترمہ کیوں بیچارے کی شامت بلا رہی ہیں

ہو گئی غلطی چلیں معاف کر دیجئے۔ " اس سے پہلے لائبہ مزید کچھ کہتی عقب سے
اک آواز ابھری جس نے اس کی زبان کو بریک لگا دیا۔
کیونکہ اس بار ٹوکنے والے خود ہسپتال کے ایم ایس سر عاشق تھے

جی ہاں سر عاشق احمد ہسپتال کے ایم ایس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے نام کی
طرح عاشق مزاج بھی۔۔۔ 😊

جنہیں دیکھتے ہی لائبہ کا حلق تک کڑوا بلکہ شاید ترش ہو جاتا تھا 😊
دیکھا جائے تو بیچارے ڈاکٹر عاشق کا بھی کوئی قصور نہیں تھا عمر پچاس کے
قریب تھی اور شادی کا دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا
پھر ایسے میں چانس مارنا خیر ایسی بھی کوئی بری بات نہ تھی
آخر انہیں بھی تو شادی کے لئے لڑکی چاہیے تھی پر مجال ہے جو کوئی لڑکی ان کی
طرف دیکھتی بھی ہو

ایسے میں انہیں اپنے ساتھ فٹ جیون ساتھی کے طور پر واحد لائبہ ہی نظر آتی تھی جو حسین ہونے کے ساتھ ساتھ عمر میں بھی باقی لڑکیوں کی نسبت تھوڑی بڑی تھی

یعنی ڈاکٹر عاشق کے حساب سے پرفیکٹ لائف پارٹنر 😍

اسی لئے بیچارے چانس مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے (لیکن مہذب انداز میں)

اور لائبہ کا بس نہیں چلتا تھا کہ ان کو دیکھتے ہی کہیں غائب ہو جائے اور وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی یعنی جہاں بھی دور سے آتے ڈاکٹر عاشق دکھائی دیتے چپ چاپ وہاں سے نو دو گیارہ ہو جاتی پر کبھی کبھی قسمت کی دیوی عین وقت پر ایسا دھوکہ دے جاتی تھی کہ ناچار اسے ڈاکٹر عاشق کا سامنا کرنا ہی پڑتا تھا 😞

آج بھی قسمت کی دیوی اسے دھوکہ دے کر فرار ہو گئی تھی 😞 تبھی لائبہ بیچاری اپنا سامنہ لے کر ڈاکٹر عاشق کی اول جلول باتیں سننے پر مجبور تھی۔

"ارے محترمہ آپ تو عید کا چاند ہی ہو گئیں
کہیں نظر ہی نہیں آتیں۔" ڈاکٹر عاشق نے کہا

"ج ج جی سر بس مصروفیت بڑھ گئی ہے
ادھر پشنت پھر گھر پر دادی۔۔۔"

اسی لئے بس وقت ہی نہیں ملتا کسی اور کے لئے۔۔۔" لائبہ چہرے کے
تاثرات کو نارمل رکھنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی ورنہ دل تو چاہ رہا
تھا کہ وہاں سے غائب ہو جائے

"چلیے پھر اگر اتنے عرصے بعد ملاقات ہو ہی گئی ہے تو ساتھ بیٹھ کر چائے یا کافی
پیتے ہیں۔"

"ج ج جی کیوں نہیں

ضرور۔۔۔"ڈاکٹر عاشق کی آفر پر اس کا دماغ تو گھوما تھا پر مجبوری ہی ایسی تھی کہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"چلیے پھر کنٹین چلتے ہیں۔" ڈاکٹر عاشق نے کہہ کر قدم کنٹین کی جانب بڑھا دیے لائبہ بھی منہ بناتی ان کے پیچھے پیچھے ہوئی۔

"کیا لیں گی چائے یا کافی؟" کنٹین پہنچ کر ڈاکٹر عاشق نے سوال کیا۔

"جو آپ پینا چاہیں سرو ہی میرے لئے بھی منگوا لیں۔" لائبہ نے بے دلی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یعنی میں جو منگواؤں آپ کو اچھا لگ جائے گا؟ مطلب آپ کو مجھ پر اعتبار ہے کہ میری پسند بری نہیں ہوگی۔"

"جی سر جو آپ کی پسند وہی میری پسند۔" لائبہ ڈاکٹر عاشق کی ذو معنی باتوں کو
نظر انداز کرتی بنا سوچے سمجھے دانت کچکچا کر بولی۔

"جی سر جو آپ کی پسند وہی ہماری پسند چلیے اب کچھ منگوا بھی لیں جلدی
مجھے گھر کے لئے بھی نکلنا ہے۔"

یہاں لائبہ کا (ہماری) سے مراد سب جو نیئرز تھے جو کہ ڈاکٹر عاشق کے انڈر کام
کرتے تھے پر ڈاکٹر عاشق اس کی بات سے اپنی مرضی کا مطلب نکال کہ خوشی
سے نہال ہوئے جارہے تھے

اور ہوتے بھی کیوں نہ!

بیچاروں کو اس عمر میں مشکل سے کوئی جیون سا تھی ملنے کا امکان جو دکھائی
دے رہا تھا۔

"چلیے پھر چائے یا کڑوی کسیلی کافی پی کر کلیجہ جلانے سے بہتر ہے ہم ٹھنڈی
ٹھار آئسکریم کھاتے ہیں۔" ڈاکٹر عاشق نے شرما سے ہوائے اپنے ادھ گنچے سر پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ 😊

"جی جی جو آپ چاہیں منگوا لیں سر۔" لائبہ کی فرمانبراری دیکھ کر ڈاکٹر عاشق تو
شرما شرما کر لال ٹماٹر ہوئے جارہے تھے اوپر سے ان کا شرما کہ اپنے سر پر ہاتھ
پھیرنا عجیب مضحکہ خیز منظر پیش کر رہا تھا
اگر اس وقت لائبہ میں بارہ سال پہلے والی روح آجاتی تو ان کی حالت پر ہنس ہنس
کر لوٹ پوٹ ہوتی پر آہ وہ اب لائبہ میں وہ بات کہاں تھی اس نے تو بارہ سال
پہلے ہی زندگی جینا چھوڑ دی تھی اب تو بس گزر رہی تھی جیسے تیسے کر کے۔۔۔

آئسکریم کھاتے ہوئے ڈاکٹر عاشق کس کس انداز میں شرمیلی کنیا کی طرح شرما
رہے ہیں لائبہ کو اس بات کی پرواہ ہی کب تھی وہ تو لگاتار یہی سوچ رہی تھی کہ

اپنے الفاظ کے تیروں سے کس انداز میں صبح گھر سے نکلتے ہوئے اپنی جان سے پیاری دادی کا دل دکھا کر آئی ہے۔

مجھے معاف کر دیں دادی میرے اپنے بس میں نہیں کچھ بھی، میں ہرگز آپ کا دل نہ دکھاتی اگر خود بھی تکلیف سے دوچار نہ ہوتی
کیسے بتاؤں آپ کو کہ میں اک ان چاہے رشتے سے بندھی ہوں
شہزادہ زرداب شکیل کی منکوحہ ہوتے ہوئے میں کیسے کسی اور سے شادی کر سکتی ہوں پر یہ سب میں آپ کو بھی تو نہیں بتا سکتی
اف میں کیا کروں اور کیا نہ کروں کچھ سمجھ نہیں آ رہا دادی کی روز روز کی اک ہی بات مجھے تکلیف دے رہی ہے۔

"محترمہ کدھر کھو گئیں؟ آپ کی آئسکریم میلٹ ہو رہی ہے جلدی کھائیے۔"
ڈاکٹر عاشق کی آواز اسے سوچوں کے بھنور سے کھینچ کر واپس کنٹین میں لے آئی۔

"ہاں ج ج ج جی سر کھا رہی ہوں۔" تیز تیز کھاتے ہوئے لائبہ اٹھ کھڑی ہوئی

"چلیے سر میں چلتی ہوں بہت اچھا لگا آپ کے ساتھ بیٹھ کر آسکریم کھانا
۔۔۔" کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں اور اگر رکتی تو دیکھتی کہ رسما اس کے منہ سے
ادا ہونے والے الفاظ ڈاکٹر عاشق کے چہرے پر کیسے قوس قزح کے رنگ بکھیر
گئے تھے۔ 😊

ہسپتال سے نکل کر وہ پارکنگ میں آئی اور وہاں سے اپنی گاڑی نکال کر سڑک پر
دوڑانے لگی

ڈرائیو کرتے ہوئے اسے اپنے دائیں جانب اک پھولوں کی دکان نظر آئی جسے
دیکھتے ہی لائبہ نے گاڑی روک کر سائیڈ پر لگائی اور خود گاڑی سے نکل کر
پھولوں کی دکان کی جانب چل دی۔

"سنیے تازہ گلاب کا گلدستہ دے دیں جلدی سے۔" لائبہ نے دکاندار سے کہا۔

"میڈم یہ جتنے بھی گلدستے ہیں ان میں تازہ گلاب نہیں اس لئے اگر آپ کو تازہ گلاب کا گلدستہ چاہیے تو تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ مجھے نیا گلدستہ تیار کرنے میں دس سے بارہ منٹ لگ سکتے ہیں۔" دکاندار نے کہا

"ٹھیک ہے آپ تازہ گلاب کا پیارا سا گلدستہ تیار کیجئے میں یہیں بیٹھ کر انتظار کر لیتی ہوں۔" کہہ کر لائبہ وہیں دکان میں رکھے چھوٹے سے سٹول پر ٹک گئی۔ دوپہر ڈھل رہی تھی اور شام کے سائے منڈلانے لگے تھے۔ دور افق پر ڈھلتا نارنجی رنگ کا سورج عجیب اداسی بھرا منظر پیش کر رہا تھا جس پر نظر پڑتے ہی لائبہ مزید اداس ہو گئی

"آہہ میں نے بھی کبھی طلوع آفتاب کی مانند چمکنے کی خواہش کی تھی اور آج قسمت نے مجھے اس ڈوبتے سورج جیسا بنا دیا ڈھلتا ہوا اداس۔۔۔" 😞

کیا ہی اچھا ہوتا کہ دادی کو ان کی بچپن کی سہیلی دوبارہ کبھی ملی ہی نہ ہوتی

کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کبھی اس گاؤں میں گئے ہی نہ ہوتے

کیا ہی اچھا ہوتا وہ نیچ انسان کبھی میری آپی کو درندوں کے حوالے نہ کرتا

کیا ہی اچھا ہوتا میری روحی آپی کبھی مجھے چھوڑ کے گئی نہ ہوتی

کیا ہی اچھا ہوتا ان کے قاتل کی تلاش میں دیوانی بنی میں کبھی اس پاکھنڈی جن کی باتوں میں آکر اس خوفناک دنیا میں گئی نہ ہوتی

اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہاں سے واپسی کے لئے مجھے اک ان چاہے رشتے میں
بندھنا نہ پڑتا تو آج میری زندگی بھی ویسی ہی ہوتی جیسی ہر خوشحال لڑکی کی ہوتی
ہے

میں زندگی کو بھرپور انداز میں جیتی
میں زندگی کے رنگوں میں رنگ جاتی
اور سب سے بڑھ کے میں کبھی اپنی جان سے پیاری دادی کا بار بار، لگاتاریوں
دل نہ دکھاتی

واہ ری قسمت تو نے بڑا ظلم کیا میرے اور خاندان کے ساتھ، خدا میرے
جیسے کسی دشمن کے نصیب بھی نہ کرے۔"

"میڈم آپ کا گلدستہ تیار ہو گیا دیکھ لیجیے۔" اپنی روح پر لگے زخموں کا سوچ کر
اس کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں تبھی دکاندار کی آواز نے اس کی توجہ
اپنی جانب مبذول کروائی تو آنکھوں میں آئی نمی کو بے دردی سے رگڑتی وہ

سٹول سے اٹھ کھڑی ہوئی اور گلدستے کی قیمت ادا کر کے گاڑی کی جانب بڑھ
گئی جہاں سے اب اسے جلد از جلد گھر پہنچ کر دادی کو منانا تھا جن کا نازک دل
وہ صبح گھر سے نکلتے ہوئے دکھا آئی تھی۔

صدائے محبت

قسط نمبر 2

علائیہ راجپوت

باب (جدائی)

عشق کی آخری حدوں میں ہوں
راکھ ہوں اور جل نہیں سکتا صاحب

"بابا بادشاہ سلامت شاہی دسترخوان پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"

آپ کب تک تشریف لائیں گے؟" محل کا باورچی آپ پھر زرداب شمیل کی خواب گاہ میں بادشاہ جہان کا پیغام لے کر آیا تھا اسے کھانے پر بلانے کے لئے، مگر اس بار بھی ہمیشہ کی طرح وہ چپ سادھے کھڑکی سے نظر آنے والے وسیع عریض باغیچے میں کھلے رنگ برنگے پھولوں کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔

"دیکھو مولش یہ پھول مرجھا گئے ہیں
ہر پھول سیاہ ہے
ہر پھول کی رنگت بگڑ گئی ہے
دیکھو باغیچہ اجڑ گیا ہے سبز پتے زرد پڑ گئے ہیں
دیکھو مولش اس خواب گاہ کی ہر چیز دھندلی اور بے رنگ ہے
دیکھو مولش میں چند ہی سالوں میں کسی مہلک بیماری میں مبتلا مریض لگنے لگا ہوں دیکھو مولش زندگی ختم ہو گئی ہے
اور سانس ہے کہ اب بھی چلنے پر بضد ہے

مولش اس سانس کو بولو نارک جائے
میں نہیں جینا چاہتا پھر کیوں چل رہی ہے یہ سانس، بولو اسے کہ رک جائے
بولو۔۔۔ بولو نہ بولتے کیوں نہیں بولو اسے مولش بولو بولو خدا کے لئے
بولو۔۔۔۔ "غم صم بیٹھے شہزادہ زرداب شمیل نے جب لب واکے تو قیامت
پیا ہو گئی۔

وہ دھیرے دھیرے بولتا ہوا چلانے لگا اور چلاتے ہوئے اس کے منہ سے
تھوک بہنے لگی
اس پل وہ اک بچہ لگ رہا تھا اک ایسا بچہ جس سے کسی نے اس کا پسندیدہ
کھلونا چھین لیا ہو اور وہ بس لگاتار اسی کھلونے کی چاہ میں دیوانہ وار روئے جا رہا
ہو۔

"خدا را بابا ایسا مت کہیں آپ تو ہمارے محل کا وہ چاند ہیں جو اگر چمکنا چھوڑ
دے تو ہر سو اندھیرا پھیل جائے اور ہر سو پھیلی سیاہی زندگی کو نگل لے
آپ جانتے ہیں آپ کی جدائی میں تڑپ تڑپ کے

آپ کی امی جان اس دنیا سے چلی گئیں۔

اور آپ کے بابا جان نے ساری جوانی آپ کی جدائی میں رو کر گزار دی
اور آپ کے بھائی نے اپنا بچپن آپ کی رہائی کی منصوبہ بندی بناتے گزار دیا
جانتے ہیں میں نے تو کبھی او اب بابا کو کھلتے بھی نہیں دیکھا تھا آپ کی جدائی
نے انہیں بچپن میں ہی بچے سے پریشان حال بزرگ بنا دیا تھا۔

اور جب دن رات کا فرق کئے بغیر او اب بابا نے آپ کو اس ظالم جن کی قید
سے آزاد کروا دیا تو

آپ ان کے شکر گزار ہونے کی بجائے الٹا اسی دکھی خاندان کو مزید سزا دے
رہے ہیں

جس خاندان نے آپ کی جدائی میں اپنا سب کچھ کھودیا آپ ان کے ساتھ اتنی
بڑی زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟

مولش جو شاہی محل کا پرانہ باورچی اور زرداب شمیل کے بچپن کا ساتھی تھا
روتے ہوئے بولا۔

"مولش میں تو خود بچپن ہی سے اپنوں کے ساتھ کو تڑپا تھا
بچپن سے لے کر جوانی تک قید میں میری سب سے بڑی خواہش بابا جان، امی
جان اور اواب سے ملنا ہی تو تھی، پر سب تہس نہس ہو گیا جس رات وہ پہلی
بار میری نگاہوں کا مرکز بنی

میں اپنی زندگی کا مقصد اور اپنی سب سے بڑی خواہش بھلا کر بس اسی کا ہو گیا
اسی کے لئے جینے لگا۔

مولش میں سچ کہہ رہا ہوں میرے بس میں کچھ نہ تھا سوائے اسے چاہنے کے،
میں صرف جادوئی طور پر اس کا غلام نہیں تھا بلکہ اسے چاہنے بھی لگا تھا اور یہ
حقیقت مجھ پر اس دن کھلی جس دن اس نے مجھے زخمی حالت میں چھوڑ کے
بھاگنے کی بجائے اپنی جان خطرے میں ڈال کر میرے زخموں پر مرہم رکھی
تھی۔

ہاں مولش اس دن میرا دل بہت زور سے دھڑکا تھا
میرے اندر سکون ہی سکون سرایت کر گیا تھا
میں اس دن پہلی بار اس کی بدولت آزاد فضاؤں میں اڑا تھا

صرف اور صرف اس کی وجہ سے میں نے اتنے سال کی قید کے بعد پہلی بار
آزادی کی اڑان بھری تھی
اور نہ صرف آزادی کی وہ تو محبت کی اڑان تھی
ایسی محبت جس نے میرے روم روم میں خوشی ہی خوشی بھردی تھی
جانتے ہو مولش وہ دن میری زندگی کا سب سے اہم دن تھا جس دن مجھے آزادی
کے تحفے کے ساتھ ساتھ میرے اپنوں کا ساتھ اور میری محبت کا ساتھ ملنے کی
نوید ملی تھی۔

میں خوشی سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا
اس دن ہوائیں جھوم جھوم جھوم کر خوشی کے نغمے گنگنا رہی تھیں
یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہوائیں اڑتے سبھی پرندے میری آزادی پر خوشی
سے جھوم رہے ہوں

وہ دن بہت پیارا تھا مولش بہت پیارا۔۔۔
اور پھر جب مجھے یہ خبر ملی کہ میری محبت اسی دن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری
ہونے والی ہے تو میں خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔

جانتے ہو بچپن کے بعد جب سے اس جن نے مجھے قید کیا تھا میں نے کبھی اپنا
اصلی روپ دیکھا تھا نہ ہی آئینہ۔۔۔

اس دن پہلی بار میں نے آئینے میں خوبرو شہزادہ زرداب شمیل کو دیکھا جو مردانہ
وجاہت سے بھرپور بلا شعبہ اس سلطنت کا شہزادہ کہلانے کے لائق تھا، پر اس
صنف نازک کے سامنے وہ حسین و جمیل شہزادہ زرداب شمیل کچھ بھی نہیں
تھا کچھ بھی نہیں

وہ اپسرا تھی۔۔۔

نہیں وہ پری تھی۔۔۔

نہیں نہیں وہ تو جنت کی حور تھی میری حور۔۔۔

جب میں نے اس دن نکاح کے بول پڑھے تھے اس دن مجھے لگا تھا یہ دنیا قوس
و قزح کا مجموعہ ہے

میں خوشی سے جھومتا ہوا اس دن پہلی بار اپنے اصلی روپ میں اپنی حور کے
پاس گیا تھا اسے اپنے دل کا حال سنانے۔۔۔

پرپر۔۔۔ پر اس نے مجھے وہ موقع دیا ہی نہیں جس میں، میں اسے اپنا حال دل
سناتا وہ تو بنا بتائے مجھے اک نہ ختم ہونے والی سزا دے کر چلی گئی
ارے اس نے تو یہ تک نہ بتایا کہ مجھے روکیوں کر رہی ہے
کیا میں اتنا برا ہوں کہ کوئی مجھ سے پیار نہ کرے؟
بولو مولش کیا میں چاہے جانے کے قابل نہیں؟
بولو نہ مولش بولو بولو۔۔۔"1 🙄

وہ اپنی داستان غم سناتا اک بار پھر روہانسا ہوا۔
"نہیں بابا آپ تو خود سراپہ محبت ہیں صرف چاہے جانے کے قابل۔۔۔۔۔
ضرور شہزادی صاحبہ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی جو وہ بنا بتائے چلی گئیں
پر بابا دیکھا جائے تو غلطی تو آپ کی بھی ہے
آپ نے کیوں نہیں روکا انہیں؟ کیوں نہیں کیا محبت کا اظہار؟ مجھے لگتا ہے کہ
اگر آپ انہیں اپنی محبت کا یقین دلاتے تو وہ ضرور رک جاتیں آخر وہ بھی تو
زخرف شہزادی صاحبہ کی بہن ہیں اور زخرف صاحبہ سے اچھی اور نرم مزاج
خاتون میں نے آج تک نہیں دیکھی۔"

مولش نے بتایا

"جب اسے ہی میرا ساتھ گوارا نہ تھا تو کیسے روک لیتا اسے بتاؤ؟ محبت کرتا ہوں پر اتنا بھی گرا ہوا نہیں کہ محبت کی بھیک مانگنے چل پڑتا اور اگر مثال کے طور پر میں اپنی انا اور خودداری اک طرف رکھ کر محبت کی بھیک مانگ بھی لیتا پھر بھی وہ مجھے ٹھکرا کر لوٹ جاتی اپنی دنیا میں تو کیا کرتا میں؟

کم سے کم اب اک آس تو باقی ہے نہ کہ وہ شاید کبھی لوٹ آئے۔۔۔ شاید میری موت سے پہلے اسے مجھ پر ترس آجائے آہ وہ شاید۔۔۔ اور میں نہیں جانتا بھابھی کیسی ہیں کیونکہ نہ تو پچھلے بارہ سال سے میں نے ان کو دیکھا نہ ہی ان کا سامنا کرنے کی کوئی خواہش ہے

میں نہیں چاہتا کہ ان کو دیکھ کہ مجھے ان کی ظالم بہن کی یاد آئے یا پھر اپنے بھائی کے ہنستے بستے آباد گھر کو دیکھ کے میرے دل میں بھی کوئی ایسی حسرت جنم لے

بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میرا بھائی خوش اور آباد ہے۔"

وہ تیزی سے گاڑی چلاتے ہوئے جلد از جلد گھر پہنچنے کی سعی کر رہی تھی
اس پل اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کر اپنی دادی کے پاس پہنچ جائے
حالات اور وقت نے اسے جتنا بھی ضدی اور خشک مزاج بنا دیا تھا پر حقیقت
یہی تھی کہ وہ اپنی دادی سے بہت محبت کرتی تھی اور ان کے بغیر نہیں رہ
سکتی تھی

اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ اب اس کی دادی ضعیف تھیں عمر کے اس
آخری حصے میں ناچاہتے ہوئے بھی وہ اپنی دادی کو دکھ پہنچا کر خود بھی دکھی
تھی۔

"میں اپنی جان سے پیاری دادی کو آج اور ابھی منالوں گی ہاں بس ابھی
منالوں گی

میرا اس دنیا میں میری دادی کے علاوہ ہے ہی کون۔۔۔۔۔
اک زخرف ہے وہ بھی اب پرایا دھن ہو گئی روحی آپی کو اس خوفناک حادثے
نے نکل لیا

آجا کر میری کل کائنات میری دادی ہی ہیں اور میں بے وقوف اپنے آخری
سہارے کو بھی آئے دن ناراض کر دیتی ہوں اپنی حرکتوں سے۔۔۔" وہ
اپنی سوچوں میں گم گاڑی چلائے جا رہی تھی جب ٹھک کی آواز نے اسے
حقیقی دنیا میں واپس پٹھا۔

"آئی ی ی امی جی ی ی ی
مرگیا ۱۱۱

مارڈالا اس امیر زادی نے۔۔۔۔" وہ جو سڑک کے عین بیچ و بیچ کھڑا کینڈی
کرش کھیل رہا تھا گاڑی لگنے سے اچھل کر دور جا گرا۔

"اف میرے خدایہ کیا ہو گیا۔" وہ پریشانی کے عالم میں گاڑی کو روک کر تیزی
سے بھاگتی ہوئی اس انسان کے پاس آئی جو درد سے چلا رہا تھا۔

"آپ کو زیادہ لگی تو نہیں؟" گھبراہٹ کے باعث لائبہ کی آوازیں لرزش واضح تھی۔

"نہیں نہیں لگی تھوڑی ہے میں تو یہاں شوقیہ لیٹا ہوں مطلب مجھے تو سڑک کے بیچ بیچ لیٹنے کا بچپن ہی سے بڑا شوق تھا جو آج آپ کی وجہ سے پورا ہو گیا یقین کریں میں تو تہہ دل آپکا شکر گزار ہوں سچی۔۔۔" لائبہ اسے اپنی گاڑی سے بری طرح ہٹ کر کے عجیب بچگانہ انداز میں بولی تو مقابل بھنا ہی اٹھا۔

"میں معذرت چاہتی ہوں میرا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا میں تو بس آپ کی خیریت معلوم کرنا چاہ رہی تھی۔" لائبہ نے شرمندگی سے انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا۔

"محترمہ میں گھر سے یہاں سڑک پر لیٹ کر آپ سے یہ پوچھنے نہیں آیا کہ آپ کا کیا مقصد تھا اور کیا نہیں

مجھے درد ہو رہا ہے برائے مہربانی مجھے اٹھائیے اور کسی قریبی ہسپتال لے جائیے
اس سے پہلے کہ میں یہیں پڑا پڑا کنوارا ہی مرجاؤں۔۔۔" مقابل یا تو بہت
بد تمیز تھا یا پھر تکلیف کے باعث اس کے تیور بگڑے تھے تبھی لائبہ کے ساتھ
کسی بھی حالت میں نرمی کرنے کے موڈ میں نہیں تھا
بس لگاتار دھنا دھن سنائے چلے جا رہا تھا۔

"دیکھیے میرا اس وقت اپنے گھر پہنچنا بہت ضروری ہے مجھے جانے دیجیے
میں آپ کو ہسپتال کا اور رکشے کا کرایہ دے دیتی ہوں ویسے بھی میں نے دیکھ
لیا ہے آپ کو زیادہ چوٹ نہیں آئی
معمولی زخم ہے جو اک آدھ پٹی اور ٹینٹس کے انجیکشن سے ٹھیک ہو جائے گا
اس لئے پلیز آپ وہ سامنے سے رکشے لے کر چلے جائیے یہ پیسے لیجئے
اب میں چلتی ہوں سوری اگین۔" ایسا نہیں تھا کہ لائبہ کو زخمی انسان کی پرواہ
نہیں تھی وہ تو خود بہت نرم دل تھی جو چیونٹی کو بھی درد نہیں دے سکتی تھی
اور اس وقت تو اس کے سامنے پورے کا پورا انسان زخمی پڑا تھا

پر حقیقت یہ تھی کہ اس وقت اسے اپنی بوڑھی دادی کی فکر ستا رہی تھی جو لائبہ کی صبح والی حماقت کے باعث دکھی تھیں اور لائبہ کو یقین تھا کہ دل دکھنے کے باعث انہوں نے نہ تو صبح سے کھانا کھایا ہوگا اور نہ ہی دوالی ہوگی اور دوانہ لینے کی وجہ سے ان کا بی پی اور شوگر کس قدر لو ہو چکی ہوگی اس بات کا سوچ کر ہی اس کی جان نکلی جا رہی تھی

تبھی تو وہ اس انسان کو یہیں کچھ دے دلا کر معذرت کر کے جلد از جلد گھر پہنچنا چاہ رہی تھی ویسے بھی سامنے پڑے لڑکے کو زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی

چوٹ معمولی تھی وہ ہمت کر کے اٹھتا تو خود رکشہ کروا کر ہسپتال تک جاسکتا تھا

پر نہ جی نہ وہ بھی کوئی بہت ہی ڈھیٹ اور بد تمیز انسان تھا شاید، جو الٹا لائبہ کو ہی سنانے لگا۔

"واہ واہ واہ تم امیروں کا یہی مسئلہ ہوتا ہے پہلے کسی غریب کو اپنی چمکتی دھمکتی گاڑی سے ٹکراتے ہو اور پھر بعد میں انسانیت کا ثبوت دینے کی بجائے اس پر اپنے پیسے کی دھونس جماتے ہوئے چند نوٹ پکڑا کر نکل جاتے ہو۔۔۔
پر افسوس میں ان لوگوں میں سے نہیں جو چپ چاپ اپنے اوپر ہوا یہ اٹیک برداشت کروں گا

محترمہ کان کھول کر سن لیں میرے علاج کے پیسے تو آپ دیں گی ہی دیں گی
ساتھ ہی ساتھ مجھے ہسپتال لے جا کر میرے ٹھیک ہونے تک میری تیمارداری
کی ذمہ داری بھی آپ کی سمجھی آپ۔۔۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟"

میں نے کہا نہ مجھے جلدی ہے ورنہ ضرور لے جاتی آپ کو ہسپتال۔۔۔
اب میرا دماغ خراب نہ کریں اور یہ پیسے پکڑیں اور چلتے بنیے۔" اس قدر بد تمیزی
پر لائبہ کا بھی دماغ خراب ہو گیا تبھی دانت پیس کر بولی۔

"اوہ میڈم ابھی میں نے بد تمیزی کی ہی کب ہے؟
بد تمیزی تو اب کروں گا جب آپ شرافت سے مجھے لے کر نہیں جائیں گی
ہسپتال۔۔"

اور دماغ کی کیا بات کرتی ہیں آپ۔۔۔؟
آپ کے پاس اگر دماغ ہوتا تو آج غلط طریقے سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے
اک شریف انسان کو یوں ٹکرنہ مارتیں آپ 😊
اب اس سے پہلے کے میں چلا چلا کر لوگوں کو اکٹھا کروں اٹھائیے مجھے اور لے
چلیے ہسپتال۔۔۔" وہ بد تمیزی سے بولا۔

"کیا مطلب اٹھا کر لے چلیے۔۔۔؟
آپ کوئی منھے کا کے ہیں جو میں آپ کو گود میں اٹھا کر لے جاؤں؟
مسٹر میں اک ہی صورت میں آپکو ہسپتال لے کر جاؤں گی اگر آپ خود چل کر
جائیں گے تو۔۔۔"

ورنہ مجھ سے امید مت رکھیے کہ میں آپ کی کوئی مدد کروں گی۔" اس شخص کی باتیں لائبہ کا دماغ خراب کر رہی تھیں تبھی وہ غصے میں مگر ہار مانتے ہوئے بولی کچھ بھی تھا اس شخص کو ٹکر بھی لائبہ نے ماری تھی تو اسکا اخلاقی فرض تھا کہ وہی اسے ہسپتال لے کر جائے اور وہ لے جانے پر آمادہ بھی ہو گئی تھی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے اٹھتا ہوں میں خود ہی، بڑی ہی کوئی ظالم عورت ہیں آپ جسے اک زخمی انسان پر بھی ترس نہیں آرہا۔"

"ترس بھی اس پر آتا ہے جو ترس کے قابل ہو آپ جیسے بد تمیز پر ترس آنا لفظ "ترس" کی توہین ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑائی جبکہ وہ لڑکا دھیرے دھیرے ہمت کر کے اٹھا اور لنگڑاتا ہوا لائبہ کی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی لائبہ نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ہسپتال کا رخ کیا۔

صدائے محبت

قسط نمبر 3

علاہ راجپوت

باب (جدائی)

وہ کب آئیں خدا جانے

ستارو تم تو سو جاو

"پر میرے لئے اتنا کافی نہیں ہے۔" شہزادہ زرداب شمیم کی حسین خواب گاہ
میں شہزادہ اواب شمیم کی آواز گونجی۔

"بارہ سال۔۔۔۔"

پورے بارہ سال سے میں روز اک امید دل میں لئے تمہارے کمرے میں آتا
ہوں کہ شاید میرا برسوں پہلے بچھڑا بھائی بس اک بار، ہاں صرف اور صرف
اک بار مجھے تڑپ کر سینے سے لگالے

جیسے میں اس کے لئے ہمیشہ تڑپا، شاید اس کے دل میں بھی میرے لئے ویسی

ہی تڑپ ہو جیسی میرے دل میں ہے

پر نہیں ہر رات تمہارا مجھے دیکھتے ہی آنکھیں بند کر کے سوتے بن جانا مجھے یہ

احساس دلا جاتا ہے کہ میں غلط ہوں

میرے بھائی کو تو میری صورت دیکھنا گوارا نہیں اور میں بچپن سے لے کر اب

تک اس غلط فہمی میں جیے جا رہا تھا کہ میرے بڑی کو بھی مجھ سے اتنی ہی

محبت ہے جتنی کہ مجھے۔۔۔

آہ وہ کتنا بے وقوف ہوں نہ میں۔۔۔

جس کی جدائی نے مجھے بچپن میں ہی ستر سال کا بزرگ بنا دیا آپ وہی مجھ سے

گریز پا ہے۔

قسمت کی ستم ظریفی تو دیکھو مولش۔۔۔

جس کی آواز سننے کو میں اتنے سال تڑپا وہ مجھ سے بات تک نہیں کرتا

جس کی اک نظر کو میں پل پل تڑپا وہ نظر میری جانب اٹھتی ہی نہیں، بلکہ وہ

میری آمد کو محسوس

کرتے ہی آنکھیں بند کر لیتا ہے
جس کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے میں ہمیشہ تڑپا وہ مجھے اپنے دوپل بھی دینا
نہیں چاہتا

بتاؤ مولش کیا یہ ظلم نہیں؟ زیادتی نہیں؟
اس بھائی کے ساتھ جسے اس کے بھائی کی کمی نے دنیا کے بھرے میلے میں
بھی تنہا کر دیا۔

بچپن سے لے جوانی تک جس سے ملنے کو ترسا ہوں، تڑپا ہوں وہی مجھ سے ملنے
کے بعد بھی نہ ملے تو میں کہاں جاؤں مولش؟ کسے سناؤں دکھی دل کی
داستان؟

کسے بتاؤں کہ اس انسان کی بے رخی مجھے اور میرے بے قصور بابا کو پل پل مار
رہی ہے

وہ مجھ سے کچھ نہیں کہتے کہ میں میری آنکھیں چھلک نہ جائیں، اور میں ان سے کچھ نہیں کہتا کہ وہ رونہ پڑیں۔۔۔

بتاؤ مولش کیا ظلم نہیں کہ میرے پاس تو ماں بھی نہیں اور میرے اپنے خون کا رشتہ مجھ سے میرے بابا کو بھی چھیننا چاہتا ہے۔"

"نہیں ں میں نے کبھی بھی تم سے بابا کو چھیننا نہیں چاہا نہ ہی میں کبھی ایسا سوچ بھی سکتا ہوں یہ الزام ہے۔" شہزادہ او اب شمیل نے مسلسل روتے ہوئے جب آخری بات کہی تو شہزادہ زرداب شمیل نے تڑپ کر اس کی بات کی نفی کی۔

"ارے واہ محترم آپ تو بڑی جلدی اپنی صفائی میں بول پڑے مجھے تو لگا آج بھی مجھے دیکھ کر چپ سادھ لیں گے، مراقبے میں چلے جائیں گے، یا پھر آنکھیں بند کر کے کروٹ لے کر سوتے بن جائیں گے

ویسے بھی پچھلے بارہ سال سے مجھے دیکھ کر یہی تو کر رہے ہیں آپ، تو آج کیوں
اتنی جلدی جواب دے دیا ہاں بولو۔۔۔

اور رہی بات بابا کی تو سن لو میری امی جان نے بھی تمہاری جدائی میں تڑپ
تڑپ کر جان دے دی تھی اور آج میرے بابا جو اتنے سال سے صرف
تمہارے لوٹ آنے کی آس پر زندہ تھے، تمہاری بے رخی سے پل پل مر رہے
ہیں، اور مجھے ڈر ہے کہ تمہاری یہ بلا وجہ کی خاموشی جلد ہی ان کی جان لے لے
گی۔ "شہزادہ او اب شمیمیل تو آج پھٹ ہی پڑا تھا باپ کی حالت اب اس کی
برداشت سے باہر تھی۔

"بلا وجہ کی خاموشی نہیں ہے یہ، اک بے وفا کا دیا ہوا تحفہ ہے۔" شہزادہ
زرداب نے بھی جواب چلا کر کہا۔

"تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تم اس بے وفا کی سزا ہم سب کو دو؟" شہزادہ
او اب شمیمیل نے جھنجھلا کر کہا۔

"کیونکہ اس بے وفا کا تم سے بہت قریبی رشتہ ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میری تکلیف کو دیکھتے ہوئے تم اپنی بیوی کو کھری کھوٹی سناو اور تمہارے رشتے میں میرے باعث کوئی دراڑ آئے۔" شہزادہ زرداب شمیل نے تڑپ کر کہا۔

"بے وقوف پری زاد تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تمہاری وجہ سے میرے یا میری بیوی کے بیچ میں دوری آسکتی ہے ارے تم اسے جانتے ہی کتنا ہو؟ اور فی الحال اسے چھوڑو اگر میں کچھ پل کے لئے تمہاری اس عجیب منطق کو مان بھی لوں تو ان سب میں بابا کا کیا قصور ہے بتاؤ؟" شہزادہ او اب شمیل کو اپنے بھائی کی بے وقوفی پر اب غصہ آنے لگا تھا۔

"کیونکہ بابا بھی مجھے اس حالت میں دیکھ کر دکھی ہوں گے بس اسی لئے مجھ میں ہمت نہیں ان کا سامنا کرنے کی۔" شہزادہ زرداب شمیل نے دائیں آنکھ میں آیا ننھا سا آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" شہزادہ زرداب شمیل نے سوالیہ انداز میں ابھروا چکائے۔

"مطلب یہ کہ اب آپ کی شادی ہوگی وہ بھی جہاں میں چاہوں اور اب میں آپ کی اک نہیں سننے والا پہلے اس آدم ذات پر بھروسہ کر کے ہم اپنے بیٹے کی زندگی کے قیمتی بارہ سال برباد ہوتے دیکھ چکے ہیں مگر اب نہیں، اب ہم نے سوچ لیا ہے کہ چاند کی چودہویں کو جب پرستان کے تمام جوڑے ہمیشہ ساتھ رہنے کی خواہش دل میں لئے شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں اسی رات آپ کو رشتہ ازدواج میں باندھ دیں گے ہم اب مزید کسی انسان کی خاطر آپ کی زندگی کا تماشہ نہیں بننے دیں گے کیونکہ ہم نے آپ کے لئے بہت اچھی پری دیکھ لی ہے اب سے ٹھیک چودہ دن بعد آپ کی شادی ہے

بہتر ہوگا کہ آپ بھی ضد چھوڑ کے اپنی شادی کی تیاریوں میں لگ جائیں ورنہ بادشاہ کی حکم ادھولی کی سزا کیا ہوتی ہے آپ اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔"

"مگر میں ک کیسے۔۔۔" شہزادہ زرداب شمل کی بات بادشاہ جہان شمل نے
اچک لی

"دیکھیے آپ بارہ سال سے اپنے بنائے قید خانے میں اپنی مرضی سے قید رہے
اور اپنے ساتھ ساتھ اپنے سے جڑے رشتوں کو بھی تکلیف دیتے رہے
کیا بچپن سے لے کر جوانی تک آپ کی جدائی نے جو تکلیف دی وہ کافی نہیں تھی
جو رہائی کے بعد بھی بارہ سال سے ہمیں سولی پر لٹکا کر رکھا
ہے۔۔۔۔؟ خیر۔۔۔۔"

پر اب نہ ہم چپ رہیں گے نہ آپ کی کسی غلطی کو فراموش کریں گے اس لئے
بہتر ہوگا آپ بھی چپ چاپ وہی کریں جو ہم نے کہا
ورنہ ہمیں اک باپ سے بادشاہ جہان شمل بننے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"
بادشاہ جہان شمل بارہ سال کے بعد بیٹے کے روبرو آئے تو کہیں سے نہیں لگ
رہا تھا کہ اک دکھی باپ ہے

بلکہ وہ تو اک سخت قسم کے بادشاہ کا روپ تھا جو اپنے فیصلے سے رتی برابر بھی
پچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا



وہ اس ڈھیٹ کو اپنے ہی ہسپتال لے آئی اور اپنی ساتھی ڈاکٹر کو اس کی مرہم
پٹی کا کہہ کر تیزی سے گھر کے لئے نکل گئی۔

"عجیب مصیبت ہے میں جتنی جلدی دادی کے پاس پہنچنا چاہتی ہوں اتنی ہی
لیٹ ہو رہی ہوں

اللہ جی اب جلدی سے گھر پہنچا دیں پلیز۔" وہ اب غصے کرتی کرتی اللہ پاک سے
دعاء کرنے لگی تھی

اللہ بھی بڑا مہربان ہے جس نے اس کی سن لی اور اسے اس بار بخیر و عافیت
گھر پہنچا بھی دیا

گھر پہنچ وہ لگ بھگ بھاگتی ہوئی دادی کے کمرے میں پہنچی جو اس کے توقع کے عین مطابق کھانا کھائے بغیر ہی عشاء کی نماز پڑھ کے سونے کے لئے لیٹ چکی تھیں

آج اسے گھر آنے کی جتنی جلدی تھی وہ اتنی ہی لیٹ ہو گئی تھی
اف اب کیا کروں؟ 🤔

"یہ تو پکی بات ہے کہ دادی سوئی نہیں بس آنکھیں بند کی ہیں۔" سوچتے ہوئے
لاٹہ کچن میں آئی اور تیزی سے چاول چن کر بھگو دیے اور دوسری جانب چکن
دھونے لگی

اب اس کا ارادہ کھانا بنا کر دادی کو کھلانا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ دادی اس کے
بغیر نہ تو کھانا کھاتی ہیں اور نہ ہی اس کے لوٹنے سے پہلے سوتی ہیں آج بھی جو
اس کے آنے سے پہلے آنکھیں بند کئے لیٹی تھیں وہ ناراضگی کا اظہار تھا بس
ورنہ ان بوڑھی آنکھوں کو لاٹہ کو دیکھے بنا قرار آتا تھا نہ نیند۔۔۔

چکن پلاو بنا کر لائبہ نے ٹرالی میں برتن اور پلاو رکھا اور اک ہاتھ میں پھول
پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے ٹرالی گھسیٹتی ہوئی دادی کے کمرے کی جانب چل
دی

دادی آنکھیں موندے لیٹی تھیں جب انہیں اپنے ماتھے پر کسی کا لمس محسوس
ہوا

لابہ کے ماتھا چومتے ہی دادی نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں اور بچوں کی طرح
کروٹ بدل کر ناراضگی کا اظہار کیا

"دادی کب تک ناراض رہیں گی مان جائیں نہ
دیکھیں آپ کی لائبی آپ کے لئے پھولوں کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ کا بنا چکن
پلاو لائی ہے

چلیں اٹھیں نہ کھاتے ہیں، میرا بھی بھوک سے برا حال ہے اور آپ کو پتا ہے
نہ آپ کی لائبی سے بھوک برداشت نہیں ہوتی جلدی اٹھیں۔" لائبہ جانتی تھی کہ

اس کی دادی اسے بھوکا دیکھ نہیں سکتیں اسی لئے اپنی بھوک کا ذکر کیا تاکہ
دادی فوراً مان جائیں اور اٹھ کر اسے ڈانٹتے ہوئے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے
لگیں

پر اس بار ایسا کچھ نہیں ہوا دادی ٹس سے مس نہیں ہوئیں

"جس کو بھوک لگی ہے وہ خود ہی کھانا کھا لے پر مجھے تنگ نہ کرے، نہ مجھے کچھ
کھانا ہے نہ کسی سے بات کرنی ہے۔" دادی نے یونہی لیٹے لیٹے کہا اور آنکھوں
پر بازو رکھ کر سوتی بن گئیں

لائے کے لئے دادی کا رویہ حیران کن تھا کیونکہ آج سے پہلے دادی جب جب
اس کی ضد پر ناراض ہوئی تھیں منانے پر فوراً مان بھی گئی تھیں پر اس بار
دادی کا بے لچک لہجہ لائے کے ہوش اڑانے کے لئے کافی تھا

"اچھا نہ دادی آپ کی لائی سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں آئندہ سے کبھی ایسے بات نہیں کروں گی جانے مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے پلیز معاف کر دیں نہ پلیز پلیز پلیز۔" لائبہ نے نم لہجے کے ساتھ دادی سے لپٹ کر کہا کیونکہ اس بار وہ دادی کے غصے سے واقعی بہت ڈر گئی تھی۔

"دیکھو لائبہ اب میں تم سے کوئی نرمی نہیں برتنے والی تم میری ذمہ داری ہو تمہارے ماں باپ حیات ہوتے تو کبھی تمہیں من مانی نہ کرنے دیتے میں ہمیشہ تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئی ہوں پر اب نہیں آؤں گی آخر روز قیامت تمہارے ماں باپ کو منہ بھی تو دکھانا ہے بتاؤ کیا جواب دوں گی میں جب وہ پوچھیں گے کہ اماں آپ نے ہماری بیٹی فرض ادا کیوں نہیں کیا؟

تم ڈاکٹر بن کر خود کمانے لگی ہو تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ تم بڑوں کا احترام اور مقام بھول جاؤ اور اگر بھول ہی گئی ہو تو جان لو کہ اگر اب تم

نے میری نافرمانی کی تو یاد رکھنا تم کیا مجھے چھوڑ کر جاو گی میں خود تمہیں چھوڑ
جاؤں گی پھر ڈھونڈتی رہنا مجھے، کبھی نہیں ملوں گی تمہیں۔۔۔ 😞

اک بات کان کھول کر سن لو لائبہ میں تمہیں اک ماہ کا وقت دے رہی ہوں
اگر اس اک ماہ کے عرصے میں تمہیں کوئی پسند آگیا تو ٹھیک ورنہ
میں اپنی مرضی سے تمہاری شادی کروادوں گی
اور یاد رکھنا اک ماہ کا وقت ہے تمہارے پاس
اس میں تمہیں کوئی پسند آجائے تو اچھی بات ورنہ یاد رکھنا اک ماہ سے اک دن
اوپر نہیں ہوگا اور میں اپنی مرضی سے کوئی اچھا لڑکا دیکھ
کر تمہاری شادی کروادوں گی

تمہارے پاس سوچنے کے لئے کل تک کا وقت ہے اور یاد رکھنا اگر تمہارا
جواب نہ میں ہوا تو کل ہمارے ساتھ کا بھی آخری دن ہوگا کیونکہ تمہاری نہ کی
صورت میں، میں ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلی جاؤں گی تمہیں، اب تم جا سکتی
ہو مجھے آرام کرنا ہے۔ "دادی کے الفاظ تھے یا ہم جو لائبہ کی سماعتوں پر پھٹے
تھے

لائے آج سے پہلے اپنی دادی کا ایسا روپ کبھی نہیں دیکھا تھا اسی لئے پھٹی
پھٹی نظروں سے ان کا چہرہ تکتی پھول اٹھا کر مرے مرے قدم اٹھاتی کرے
سے نکل گئی

جاری ہے۔۔۔

